Hazara Islamicus, Vol.:09, Issue: 02,July-Dec 2020
PP: 125-140

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

قرآن وتورات کے قوانین میراث کے موافقات ومختلفات کا تقابلی جائزہ

Competitive analysis of laws of inheritance in the light of holy Quran and torah.

Rizwan Saleem
Ph.D Scholar : Department of world Religion, Federal Urdu University, Karachi

Dr Farooq Hassan
Associate Professor , Department of Humanities
NED University of Engineering & Technology Karachi

Abstract

There are many issues related to inheriting tense which have similarities in holy Quran and previous holy books, but as we all are familiar with the fact that previous holy books were sent by Allah Almighty to some specific region or nation so they did not have a detailed explanation regarding the issue related to inheritance.

But the rules in those books were according to the conditions of the specific regions only.

While the Holy Quran is for the whole of humanity and for every nation no matter from which region caste or creed they belong to so orders given in the holy Quran are well explained with complete moral and intellectual values one more thing we are familiar with is that previous holy book, with the passage of time many changes were made and those are not in their pure form, due to which orders related to laws of inheritance could not reach us according to the real soul, the rules of inheritance which were according to the soul of Islam were made preserved while rules other than Islamic values were accepted or rejected after the complete or partial change in then.

On the title, I tried to show some emphasis I didn't find any research, so I decided to choose this unique idea by searching

out from the old testament and the holy Quran the laws of inheritance.

Keywords: *A comparative study of the laws, The inheritance Law's in the light of Qur'an and The Torah*

قرآن اور تورات کے متفق علیہ مسائل

یعنی وہ مسائل جن کے بیان کرنے میں تورات میں کلی یا جزوی مطابقت پائی جاتی ہے۔

۱)ارکان میراث اور ان کی تعداد:

ارکان میراث اور ان کی تعداد ان مسائل میں سے ایک ہے جس میں قرآن وتورات میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ قرآن و تورات دونوں کے مطابق ارکان میراث تین ہی ہیں۔

۱)وارث　　۲) مورث　　۳)موروث

قرآن کی آیت جس میں تینوں ارکان کا ذکر موجود ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۝ (النساء:۷)

ترجمہ": مردوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو"۔[1]

تورات سے دلیل:

"اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا"[2]

مذکورہ دلیل میں میت مُوَرِّث اور بیٹی وارث اور میت کا مال ترکہ ہے۔

۲)ورثاء کی اقسام میں سے عصبہ میں موافقت:

وارثوں کی اقسام میں سے وہ قسم جس کی میراث پر قرآن و تورات متفق ہیں وہ عصبہ ہے۔

شریعت اسلامیہ میں عصبہ تین قسم کے ہیں۔[3]

۱)اصحاب الفروض　　۲)عصبہ　　۳)ذوالارحام

جب کہ تورات میں وارثوں کی جو قسم بیان کی گئی ہے وہ عصبہ ہے۔

قرآن مجید کی وہ آیت جس میں عصبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ (النساء:۱۱)

ترجمہ" :اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے"۔[4]

"عصبہ سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی تمام

ترکہ کے وارث بنتے ہیں اور اگر اصحاب الفروض نہ ہوں تو وہ اکیلا ہی تمام ترکے کاوارث بنتا ہےاوراگر زیادہ ہوں تومیراث میں شریک ہوتے ہیں"۔[5]

جیسے مذکورہ آیت مبارکہ میں بیٹیاں، بیٹوں کے ساتھ میراث میں شریک ہیں۔

تورات میں عصبہ کی دلیل:

"اور بنی اسرائیل سے کہہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کودینا اگر اس کی کوئی بیٹی بھی نہ ہو تواس کے بھائیوں کو اس کی میراث دینا۔"[6]

یعنی تورات کے مطابق میراث کا سب سے زیادہ حق دار بیٹاہے اور وہ غیر متعین حصہ لیتا ہے اس طرح جو وارث غیر متعین حصہ لے اوردور والے کی موجودگی میں اسے مال سے محروم کردے اسے عصبہ کہا جاتا ہے۔

۳) جہات میں اولویت کے اختیار میں موافقت:

جہات میں اولویت (بیٹے ہونے) کو حاصل ہے یعنی تمام وارث موجود ہوں تو عصبہ بننے کا سب سے زیادہ حق دار بیٹے ہوتے ہیں۔

قرآن سے دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ (النساء:۱۱)

ترجمہ" :اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے"۔[7]

یعنی جب بیٹا ہوتو بیٹا دوسروں سے زیادہ عصبہ کا حق رکھتا ہے۔

تورات سے دلیل:

"اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا"[8]

یعنی اگر بیٹا ہوتوکوئی اور عصبہ نہیں بن سکتا۔

۴) بعض افراد کے عصبہ بننے میں موافقت:

بنوۃ،اخوۃ اور عمومۃ اور ان کے علاوہ قریبی رشتہ دار کے عصبہ بننے پر شریعت اسلامیہ اورتورات متفق ہیں یعنی بیٹے بھائی اور چچا عصبہ ہو کر وارث بنتے ہیں۔

قرآن سے عصبہ بننے کی دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ (النساء:۱۱)

ترجمہ" :اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے"۔[9]

دوسری دلیل

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۷۶)

ترجمہ" :اور اگر (مرنے والے کے) بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا"۔[10]

تورات سے دلیل:

"اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا"۔[11]

مذکورہ دلیل میں تمام رشتے دار غیر متعین حصہ لیتے ہیں اور ایسے وارثوں کو عصبہ کہا جاتا ہے۔

حجب کے ثبوت میں موافقت:

حجب ان مسائل میں سے ایک ہے جو قرآن وتورات دونوں سے ثابت ہے

قرآن وحجب کا ثبوت:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ (النساء: ۱۲)

ترجمہ :اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر جائیں اس کا آدھا حصہ تمہارا ہے بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو اور اگر ان کی کوئی اولاد زندہ ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جوانہوں نے کی ہو اور ان کے قرض ادا کرنے کے بعد تمہیں ان کے ترکے کا چوتھائی حصہ ملے گا۔[12]

یعنی اولاد کا ہونا شوہر کے لیے باعث حجب بنے گا شوہر کو نصف کے بجائے ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا۔

تورات و حجب کا ثبوت:

اور بنی اسرائیل سے کہہ اگر کوئی شخص مرجائےاوراس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[13]

مذکورہ بالا دلیل میں بیٹا بیٹی کے لیے حاجب بنے گا یعنی اگر بیٹا ہوگا تو بیٹی کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

۶) بھائیوں کی میراث میں موافقت:

قرآن و تورات کے متفق علیہ مسائل میں سے ایک بھائیوں کی میراث ہے۔ بھائیوں کی میراث میں دونوں کا اتفاق ہے۔

قرآن سے دلیل:

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۷۶)

ترجمہ" :اور اگر (مرنے والے کے) بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی ہوں توایک مرد کو

دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔"[14]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگر اس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کو اس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کو دینا۔[15]

۶) چچاؤں کی میراث میں موافقت:

شریعت اسلامیہ اور تورات کے متفق علیہ مسائل میں سے چچاؤں کی میراث ہے یعنی جب چچاؤں سے زیادہ قریبی نہ ہو تو بالاتفاق چچا وارث بنتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ کی دلیل:

"مقرر حصہ والوں کو ان کے حصے پہنچاؤ اور جو باقی بچے وہ قریبی مذکر کے لیے ہے۔"
قریبی مذکر میں چچا بھی شامل ہے۔[16]

تورات کی دلیل: اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کو دینا۔[17]

قرآن وتورات کے مختلف فیہ مسائل

(یعنی وہ مسائل جن میں قرآن وتورات کا اختلاف ہے۔)

۱) اسباب میراث کی تعداد میں اختلاف:

ان مسائل میں سے جن میں قرآن وتورات کے مابین اختلاف ہے ان میں سے ایک -میراث کا سبب- ہے۔ قرآن مجید میں میراث کے دو اسباب بیان کیے گئے ہیں۔

۱) نسب ۲) نکاح

اور تورات میں میراث کا صرف ایک ہی سبب بیان کیا گیا ہے اور وہ نسب ہے۔ گویا تورات میں ایک سبب بیان کیا تو قرآن میں دوسرا سبب بیان کرکے اس کی تکمیل کر دی گئی۔

قرآن میں نسب کے سبب ہونے کی دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ (النساء: ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔[18]

مذکورہ آیت کریمہ میں اولاد کو وارث بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور اولاد نسب میں شامل ہے۔

قرآن میں نکاح کے سبب ہونے کی دلیل:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ (النساء: ۱۲)

ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر جائیں اس کا آدھا حصہ تمہارا ہے بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد

نہ ہو۔[19]

تورات سے نسب کے سبب ہونے کی دلیل:

اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[20]

مذکورہ دلیل میں بیٹا اور بیٹی نسب ہی کی وجہ سے وارث بن رہے ہیں۔

۲)ورثہ کی اقسام میں اختلاف:

قرآن مجید میں تین اقسام کے ورثاء بیان کیے گئے ہیں۔

۱)اصحاب الفروض ۲)عصبہ ۳)ذوالارحام

جبکہ تورات میں صرف ایک ہی قسم" عصبہ "بیان ہوئی ہے۔

قرآن مجید میں بہت سارے ایسے وارثوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو ایک متعین حصہ ملتا ہے مثلاً کسی کو ترکہ کا نصف حصہ ملتا ہے کسی کو چھٹا حصہ ملتا ہے، کسی کو چوتھا حصہ ملتا ہے، ایسے وارثوں کو اصحاب الفروض کہا جاتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جوبطور عصبہ وارث بنتے ہیں یعنی اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال لیتے ہیں، یا اصحاب الفروض نہ ہوں تو تمام ترکے کے وارث بنتے ہیں اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تعصیب میں شریک ہوکر وارث بنتے ہیں اور تیسری قسم ذوالارحام ہیں جو اصحاب الفروض اور عصبہ کے موجود نہ ہونے کی صورت میں وارث بنتے ہیں۔

قرآن سے دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ (النساء:۱۱)

ترجمہ :اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے اور اگر (صرف) عورتیں ہی ہوں دو یا دوسے زیادہ تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہے انہیں اس کا دوتہائی ملے گا۔[21]

مذکورہ آیت میں عصبہ اور اصحاب الفروض دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری دلیل:

ترجمہ :اور رشتے دار اللہ کی کتاب میں آپس میں ترکہ کے زیادہ حق دار ہیں۔[22]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیل سے کوئی شخص مرجائےاور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[23]

مذکورہ دلیل میں بیٹی کو غیر متعین مال ملتا ہے اور غیر متعین مال لینے والے کو عصبہ کہا جاتا ہے۔

۳)بیٹے کا تمام وارثوں کے لیے حاجب ہونے میں اختلاف:

شریعہ مطہرہ کے مطابق بیٹے تمام وارثوں کے لیے حاجب نہیں یعنی بیٹے کی موجودگی میں نہ تو بیٹی محروم ہوتی ہے اور اسی طرح بیوی، ماں ، باپ وغیرھم بھی وارث بنتے ہیں۔

جبکہ تورات کے مطابق بیٹے کی موجودگی میں بیٹی اور دیگر وارث محروم ہوتے ہیں۔

قرآن سے دلیل:

ترجمہ: اور تم جو چھوڑ کر جاؤ اس کا ایک چوتھائی ان بیویوں کا ہے بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد زندہ نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔[24]

مذکورہ آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا گیاہے کہ اگر بیٹا یا بیٹی موجود ہو تب بھی بیوی کو آٹھواں حصہ دیا جائے گا اسی طرح بیٹے کی موجودگی میں دیگر وارث بھی ترکہ حاصل کرتے ہیں۔

تورات میں بیٹے کے لیے دوسروں کے حاجب ہونے کی دلیل:

اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔

یعنی بیٹا بیٹی کے لیے حاجب بنے گا۔[25]

۴) بیٹے کا بیٹی کے لیے حاجب ہونا:

قرآن کی نصوص کی روشنی میں بیٹا بیٹی کے لیے کبھی بھی اور کسی حالت میں حاجب نہیں بنتا بلکہ بیٹابیٹی کو عصبہ بنادیتا ہے اور بیٹی بیٹے کے ساتھ میراث میں شریک ہوتی ہے اور بیٹے سے نصف کے برابر اسے حصہ ملتا ہے۔

جب کہ تورات کے مطابق بیٹا بیٹی کے لیے حاجب ہے یعنی بیٹی صرف اس صورت میں وارث بنتی ہے جب بیٹا نہ ہو اور اگر بیٹا ہو تو وہ وارث نہیں بنتی۔

قرآن سے دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ [النساء:۱۱]

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے اور اگر (صرف) عورتیں ہی ہوں دو یا دو سے زیادہ تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہی نہیں اس کا دو تہائی ملے گا اور اگر صرف ایک عورت ہوتو اسے (ترکے کا) آدھا حصہ ملے گا۔[26]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[27]

۵) بیٹوں کی تعصیب:

شریعت اسلامیہ کے مطابق بیٹیاں اصحاب الفروض ہیں اگر اکیلی ہو تو نصف مال اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تہائی مال میں شریک ہوتی ہیں اور عصبہ خود نہیں بن سکتی الا یہ کہ ان کے ساتھ کوئی بیٹا ہوتو وہ بیٹے کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔جب کہ تورات کے مطابق یا تو بیٹی کوکچھ بھی نہیں ملتا یا پھر وہ عصبہ بنتی ہیں اور اس کے عصبہ بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ بیٹا نہ ہو۔

قرآن سے دلیل:

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے اور اگر (صرف) عورتیں ہی ہوں دو یا دو سے زیادہ تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہی نہیں اس کا دو تہائی ملے گا اور اگر صرف ایک عورت ہوتو اسے (ترکے کا) آدھا حصہ ملے گا۔[28]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[29]

٦) باپ دادا کی میراث اور اختلاف:

شریعۃ مطہرۃ کے مطابق باپ کو نہ صرف اخلاقی طور پر گھر کا سربراہ قرار دیا گیا ہے بلکہ باپ میراث سے کبھی محروم نہیں ہوتا باپ کبھی اصحاب الفروض کبھی عصبہ اور کبھی بیک وقت عصبہ اور اصحاب الفروض دونوں حیثیتوں سے میراث کا وارث بنتا ہے۔

جب کہ تورات میں جہاں اولاد بھائیوں اور چچاؤں کی میراث کا ذکر کیا گیا ہے وہاں باپ دادا کو بالکل ہی نظر انداز کیا گیا ہے۔

قرآن سے باپ کی وراثت کی دلیل:

وَلِاَبَوَیۡهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ [النساء:١١]

اور مرنے والے کے والدین میں سے ہرایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ مرنے والے کی کوئی اولاد ہو۔[30]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا اور اگر اس کے باپ کا کوئی بھی بھائی نہ ہوتو جو شخص اس کے گھرانے میں سب سےقریبی ہو اسے اس کی میراث دینا۔[31]

٧) باپ کا بھائیوں اور چچاؤں کے لیے حاجب بننا:

شریعۃ مطہرۃ کے مطابق باپ کی موجودگی میں بھائی اور چچا محروم ہوتے ہیں یعنی وارث نہیں بنتے باپ ان کے لیے حاجب ہے۔

دلیل:

"مقرر حصہ والوں کو ان کے حصے پہنچاؤ اور جو باقی بچے وہ قریبی مذکر کے لیے ہے۔ " قریبی مذکر میں چچا بھی شامل ہے۔[32]

جبکہ تورات کے مطابق باپ کا حاجب بننا دور کی بات ہے بلکہ باپ توخود ہی محروم ہوجاتا ہےاور بھائی یا چچا وارث بنتے ہیں۔

دلیل :اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا اور اگر اس کے باپ کا کوئی بھی بھائی نہ ہوتو جو شخص اس کے گھرانے میں سب قریبی ہو اسے اس کی میراث دینا۔[33] مذکورہ دلیل میں باپ دادا کو وارثوں میں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

۸) بھائی کا بہن کے لیے حاجب بننا:

شریعۃ مطہرۃ کے مطابق بھائی بہن کے لیے کبھی حاجب نہیں بنتا بلکہ بھائی بہن کو عصبہ بنادیتا ہے اور بہن بھائی کے ساتھ میراث میں شریک ہوتی ہے اور بھائی کو جتنا حصہ ملتا ہے،اس سے نصف مال کے برابر ترکے میں شریک ہوتی ہے۔

قرآن سے دلیل:

اور اگر مرنے والے کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی توایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔[34]

اور تورات میں بھائی کا حاجب بنناتودو رکی بات ہے بہن کو سرے سے وارثت سے ہی محروم کردیا گیا اور وہ کبھی بھی بہن ہونے کی وجہ سے وارث نہیں بن سکتی۔

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا اور اگر اس کے باپ کا کوئی بھی بھائی نہ ہوتو جو شخص اس کے گھرانے میں سب قریبی ہو اسے اس کی میراث دینا۔[35]

۹) عورتوں کی میراث:

شریعت اسلامیہ نے عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کی خوب حفاظت فرمائی ہے عورت چاہے بیوی کی صورت میں ہو چاہے ماں ، بیٹی، بہن ،دادی یا نانی کی صورت میں شریعت اسلامیہ نے عورت کو ہر حالت میں ترکے کا وارث قرار دیا ہے۔

حالاں کہ تورات میں ان مذکورہ صورتوں میں سے تمام صورتوں میں عورتوں کو میراث کے حق سے محروم کیا گیا ہے ماسوائے بیٹی کے مگر بیٹی کے وارث بننے کے لیے بھی شرط لگائی ہے کہ بیٹا نہ ہو یعنی اگر بیٹا موجود ہے تو تب کوئی بھی عورت وارث نہیں بنے گی چاہے وہ بیٹی ہو بیوی ہو بہن یا دادی یا نانی ہو یا ماں ہو جبکہ قرآن مجید میں اکثر حالات میں اکثر عورتوں کو وارث قرار دیا گیا ہے۔

۱۰) عورت بحیثیت بیٹی:

شریعت اسلامیہ میں بیٹی کو ہر حال میں وارث قرار دیا گیا ہے اگر وہ اکیلی ہوتو نصف ترکہ کی وارث ہوگی اگر ایک سے زیادہوں تودوتہائی ترکے کی وارث ہوں گی اور اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہوتو بیٹی میراث میں بیٹے کے ساتھ

ترکے میں شریک ہوگی الغرض کسی بھی حالت میں بیٹی ترکے سے محروم نہیں ہوگی۔[36]

جبکہ تورات میں بیٹی کووارث قرار دیا گیا ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ کوئی بیٹا نہ ہو اگر بیٹاہو تو بیٹی تورات کی رو سے ترکے سے محروم ہوگی۔

قرآن سے دلیل:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ (النساء:١١)

ترجمہ :اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے اور اگر (صرف) عورتیں ہی ہوں ،دو یا دو سے زیادہ۔ تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہو،انہیں اس کا دو تہائی ملے گا اور اگر صرف ایک عورت ہوتو اسے (ترکے کا) آدھا حصہ ملے گا۔[37]

تورات سے دلیل :

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔[38]

ii) عورت بحیثیت بیوی:

قرآن نے صرف بیوی کو شوہر کا وارث بنایا ہے بلکہ بیوی کو کسی بھی حال میں شوہر کے مال سے محروم نہیں کیا یعنی ہر حال میں بیوی اپنے شوہر کے ترکے سے وارث بنتی ہے، اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کے مال میں سے چوتھے حصے کی وارث بنتی ہے اور اگر اولاد ہوتو شوہر کے ترکے میں سے آٹھواں حصہ بیوی کی میراث بنتا ہے۔

اور تورات میں جہاں وارثوں کا ذکر کیا گیا وہاں بیوی کووارثو ں میں ذکر ہی نہیں کیا حالانکہ تورات میں جس مسئلے کا سوال کیا گیا ہے اس مسئلے میں وارثوں میں بیوی موجود ہے مگر اس کے باوجود بیوی کی میرث کا ذکر نہیں کیا گیا۔

قرآن سے دلیل:

وَلَھُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:١٢)

ترجمہ :اور تم جو چھوڑ کر جاؤ اس کا ایک چوتھائی ان بیویوں کا ہے بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد زندہ نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔[39]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا۔[40]

اس مذکورہ دلیل میں بیوی اور بیٹیوں کی میراث کا سوال کیا گیا ہے اور اس کے جواب میں جو وارث ذکر

کیے گئے ہیں اس میں بیوی کا ذکر تک نہیں ہے۔

۱۲) عورت بحثیت ماں:

شریعت اسلامیہ نے جس طرح عورت کو بیوی اور بیٹی کی صورت میں مال سے کبھی محروم نہیں کیا اس طرح ماں بھی اولاد کے مال سے کبھی محروم نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ اصحاب الفروض بن کر کبھی ترکے کا تہائی اور کبھی چھٹے حصے کی وارث بنتی ہے۔ جبکہ تورات میں ماں کو بالکل ہی وارثوں میں ذکر نہیں کیا گیا۔

قرآن سے دلیل:

وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ (النساء:۱۱)

> ترجمہ :اور مرنے والے کے والدین میں سے ہرایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تہائی حصہ ملے گا ہاں اگر اس کے کئی بھائی بھی ہوں اس کی ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔[41]

تورات سے دلیل :

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کو دینا۔[42]

۱۳) عورت بحثیت بہن:

جس طرح شریعت اسلامیہ نے بیوی، بیٹی اور ماں کو مال میراث سے کبھی محروم نہیں کیا اس طرح شریعت مطہرہ نے بہن کو بھی وارث قرار دیا ہے بہن کبھی نصف اور کبھی دوتہائی مال کی وارث بنتی ہے جب وہ ایک سے زائد ہوں اور کبھی بھائیوں کے ساتھ ملکر عصبہ بن کر وارث بنتی ہے۔

جبکہ تورات میں بہن کو وارثوں میں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

قرآن سے دلیل:

اِنِ امۡرُؤٌا هَلَكَ لَيۡسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ كَانَتَا اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ (النساء:۱۷۶)

> ترجمہ :اگر کوئی شخص اس حال میں مرجائے کہ اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس ترکے میں سے آدھے کی حق دار ہوگی اور اگر اس بہن کی اولاد نہ ہو (اور وہ مرجائے اور اس کا بھائی زندہ ہو) تو وہ اس بہن کا وارث ہوگا اور اگر بہنیں دو ہوں تو وہ بھائی کے ترکے سے دوتہائی کی حق دار ہوں گی۔[43]

مذکورہ دلیل میں بہن کبھی اصحاب الفروض اور کبھی عصبہ بن کر بھائیوں کے ساتھ میراث میں شریک

ہوتی ہے۔

تورات سے دلیل :

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا۔[44]

اس دلیل میں بہن کو وارثوں میں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

۱۴)مسئلہ کلالہ :

کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی نہ اولاد ہو نہ والدین۔[45]

مسئلہ کلالہ کی صورت میں شریعت اسلامیہ نے بہن اور بھائیوں کو وارث قرار دیا ہے ۔ اس کی دو حالتیں ہیں یا بہنیں حقیقی یا علاتی ہوں گی یا اخیافی ہوں گی، اگر بہن بھائی حقیقی یا علاتی ہوں اگر ایک بہن ہے تو نصف مال کی وارث ہوگی اور اگر ایک سے زیادہ ہیں تو دوتہائی ترکے کی وارث ہوں گی اگر بھائی بھی ہوں تو بہن بھائی میراث میں شریک ہوں گے۔ اور اگر اخیافی بہن ہے اور ایک ہے تو چھٹا حصہ لے گی اور ایک سے زیادہ ہوں تو ثلث مال میں شریک ہونگی۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا توانہوں نے فرمایا میں کلالہ ہوں تو بہن کی میراث کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمادیا۔[46]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہنیں شریعت اسلامیہ کے مطابق اکثر احوال میں وارث بنتی ہیں جبکہ تورات میں بہنوں کو وارث قرار نہیں دیا گیا۔

> **ترجمہ :**اور وہ مرد و عورت جس کی میراث تقسیم ہونی ہے ایسا ہو کہ نہ اس کے والدین زندہ ہوں نہ اولاد اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن زندہ ہو تو ان میں سے ہرایک چھٹے حصے کا حقدار ہوگا اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔[47]

قرآن سے دلیل:

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ (النساء:۱۷۶)

> ترجمہ :(اے پیغمبرؐ) لوگ آپ سے (کلالہ کا حکم) پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم بتاتا ہے اگر کوئی شخص اس حال میں مرجائے کہ اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس ترکے میں سے آدھے کی حق دار ہوگی اور اگر اس بہن کی اولاد نہ ہو (اور وہ مرجائے اور اس کا بھائی زندہ ہو) تو وہ اس بہن کا وارث ہوگا اور اگر بہنیں دو ہوں تو وہ بھائی کے ترکے سے دوتہائی کی حق دار ہوں گی اور اگر (مرنے والے)

کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔[48]

تورات سے دلیل:

اور بنی اسرائیلؑ سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہوتو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اگراس کی کوئی بیٹی نہ ہو تو اس کے بھائیوں کواس کی میراث دینا اگر اس کے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اس کی میراث اس کے باپ کے بھائیوں کودینا۔[49]

مذکورہ دلیل میں بہنوں کو وارثوں میں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کی فطرت وقرابت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور انسان سے بڑھ کر اس بات کو جانتا ہے کہ اس کا رشتے اور قرابت میں کون زیادہ قریبی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے میراث کا نظام وحی الٰہی کے ذریعے اھل کتاب پر نازل فرمایا ہے جسکی حضرت محمد ﷺ پر وحی نازل فرماکر تکمیل فرمائی اور ہرحقدار کے لئے اسکا حق متعین فرمایا ہے جب کہ اس سے پہلے کے مذاہب خصوصا اھل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کیونکہ عالمگیر مذاہب نہیں تھے بلکہ ان پر ضرورت اور حاجت کے مطابق احکام وحی کے ذریعے نازل ہوتے تھے اور رسولوں کا سلسلہ موجود تھا اس لئے سابقہ کتابوں میں میراث کے احکام جزوی اور وقت کی ضرورت کے مطابق نازل کئے گئے مذکورہ تحقیقی مضمون میں قرآن وتورات میں قوانین میراث کا تقابل کیا گیا ہے جس میں دلائل سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہےکہ اسلام دین کامل ہے اور میراث کا مکمل نظام دین اسلام میں موجود ہے اس کے برعکس تورات میں بہت سے ایسے افراد موجود ہیں جن کامیراث کا حقدار ہونے کے باوجود انہیں وارثوں میں ذکر ہی نہی کیا گیا۔مثلا بیٹی شریعت اسلامیہ کی رو سے ہر حال میں وراث بنتی ہے چاہے بیٹا ہو یا نہ ہو جب کہ تورات کے مطابق بیٹی کے وارث بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ بیٹا نہ ہو اسی طرح شریعت اسلامیہ کے مطابق بیوی ہر حال میں وارث بنتی ہے جب کہ تورات میں جہاں صلافحاد کی بیوی اور بیٹیوں کے مسئلے کو ذکر کیا گیا ہے وہاں بیٹیوں کی میراث تو بیان کی گئی ہے مگر بیوی کی میراث سے اعراض کیا گیا ہے اسی طرح سے شریعت اسلامیہ میں ماں کبھی بھی میراث سے محروم نہی ہوتی جب کہ تورات میں ماں کو بالکل ہی وارثوں میں ذکر نہی کیا گیا اسی طرح دادی نانی اور باپ دادا شریعت اسلامیہ کے مطابق وارث بنتے ہیں جبکہ تورات میں انہیں وارثوں میں سے ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] مفتی تقی عثمانی ،آسان ترجمہ قرآن کراچی مکتبہ معارف القرآن ۲۰ رمضان ۱۴۲۹ ھ ،ص :۱۷۵

[2] کتاب مقدس ،انار کلی لاہور بائبل سوسائٹی ۲۰۰۶ صفحہ :۱۵۵ سفر گنتی باب ۲۷ آیت نمبر :۸

[3] ابوداود, سلیمان ابن العشعث السجستانی, سنن ابی داود، ریاض،مکتبۃ لامعارف للنشر والتوزیع،طبع اولی،کتاب الفرائض ، باب فی میراث العصبۃ و میراث ذوالارحام،۲۸۹۸،۲۸۹۹

[4] النسا آیت نمبر ۱۱ ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[5] محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی،ریاض،مکتبۃ لامعارف للنشر والتوزیع،طبع اولی،کتاب الفرائض ، باب فی میراث العصبۃ،رقم ۲۰۹۸

[6] کتاب مقدس گنتی باب ۲۷ ،۸ ص ۱۵۵

[7] النسا آیت نمبر۱۱ ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[8] کتاب مقدس گنتی باب ۲۷، ۸ ص ۱۵۵

[9] النساء۱۱،ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[10] النسا، ۱۷۶، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[11] کتاب مقدس گنتی ۲۷، ۸ تا ۱۱

[12] النسا ، ۱۲، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[13] کتاب مقدس گنتی ،۲۷ ،۸

[14] النسا ، ۱۷۶، از مفتی تقی عثمانی

[15] کتاب مقدس گنتی،۲۷ ،۸ تا ۱۱

[16] محمد بن اسماعیل البخاری صحیح البخاری ریاض دار السلام ، مارچ, ۱۹۹۹،کتاب الفرائض باب میراث ابن الابن ، ص،۱۱۶۳

[17] کتاب مقدس گنتی ۲۷ :۱۰

[18] النسا ،۱۰ ، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[19] النسا ،۱۲ ، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[20] کتاب مقدس گنتی۲۸

[21] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[22] الانفال، ۷۵، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[23] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸

[24] النسا، ۱۲، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[25] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸

[26] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[27] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸

[28] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[29] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸

[30] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[31] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸ تا ۱۱

[32] محمد بن اسماعیل البخاری صحیح البخاری ریاض دار السلام، مارچ، ۱۹۹۹، کتاب الفرائض باب میراث ابن الابن، ص، ۱۱۶۳

[33] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸ تا ۱۱

[34] النسا، ۱۷۶، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[35] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸ تا ۱۱

[36] ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن بیروت لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اولی ۲۰۰۶، ج ۶ ص ۷۸

[37] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[38] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸

[39] النسا، ۱۲، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[40] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸ تا ۱۱

[41] النسا، ۱۱، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[42] کتاب مقدس گنتی، ۲۷:۸ تا ۱۱

[43] النسا، ۱۷۶، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[44] کتاب مقدس گنتی ، ۲۷ :۸ تا ۱۱

[45] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان ریاض، دارعالم الکتب طبع اولی ۲۰۰۳ ج ۶ ص۴۷۲

[46] ابوحفص عمر بن علی الحنبلی اللباب بیروت لبنان دارلفکر ۱۹۸۳م ج ۷ ص ۱۵۳

[47] النسا ،۱۲، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[48] النسا ،۱۷۶، ترجمہ از مفتی تقی عثمانی

[49] کتاب مقدس گنتی ، ۲۷ :۸ تا ۱۱